کیا مشہور مصری ادیب مصطفیٰ لطفی المنفلوطی

اور برصغیر کے مشہور شاعر اکبر الہ آبادی وہابی تھے؟

امتِ مسلمہ کا سب سے بڑا مرض شرک ہے اور اس "ظلمِ عظیم" کی فتنہ سامانی یہ ہے کہ انسان اس کی پوشیدہ ترین شکلوں کو پہچان نہیں پاتا، حدیث شریف میں اسے "چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفیہ" بتایا گیا ہے، شرک کی ہلاکت خیزی اس وقت زیادہ بڑھ جاتی ہے جب مفاد پرست لوگ حرص و ہوا کا شکار ہو کر سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور انکی نادانی سے فائدہ اٹھا کر اپنے ناجائز مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ قارئین کی نظروں سے آئے دن ایسے واقعات گزرتے ہوں گے جن میں صرف مال و دولت اور زمین و جائداد ہی نہیں بلکہ عزت و آبرو پر بھی حملے ہوتے رہتے ہیں اور مزاروں پر پہنچنے والی خواتین عزت و ناموس سے ہاتھ دھو کر واپس آتی ہیں، مزاروں کے سلسلہ میں جاہل مسلمانوں کو یہی بتایا جاتا ہے کہ قبروں میں دفن بزرگوں کے ذریعہ مرادیں پوری ہوتی ہیں، اور یہاں جو کچھ طلب کیا جائے مل جاتا ہے!

یہ صورتحال اسلامی عقیدہ کو صحیح طور پر سمجھنے والوں کے لئے بے حد تکلیف دہ ہے، اسی لیے انبیاء کرام علیہم السلام سے لے کر اولیاء، صلحاء اور مقربین ہر ایک نے اس کی شدید مذمت کی ہے، اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے، جو لوگ امت کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر اپنا مفاد حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کی طرف سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ صرف "وہابی" قبر پرستی اور مردوں سے مدد مانگنے کے مخالف ہیں، لیکن ایمانداری سے نظر ڈالئے تو اس عظیم گناہ کے ارتکاب سے روکنے والوں میں علماء و مصلحین کے ساتھ ساتھ ادباء و شعراء بھی ہیں، علامہ الطاف حسین حالی مرحوم اور اکبر الہ آبادی مرحوم نے تو اس فتنۂ عظیم کی تردید میں اس قدر بلیغانہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ عقلِ سلیم رکھنے والے ہر شخص کے لئے ان کے اس موضوع سے متعلق اشعار کافی ہیں۔

جدید دور میں مصر کے ایک نامور انشاء پرداز، صاحبِ طرز ادیب اور انتہائی دلکش و مؤثر اسلوب کے مالک بھی مسلمانوں میں پھیلے ہوئے شرک و بدعت کے شاکی بلکہ قبر کی تعظیم و عبادت اور مرے ہوئے لوگوں سے استعانت و استمداد پر خون کے آنسو روتے نظر آتے ہیں۔ ہمارا اشارہ عرب کے مشہور ادیب مصطفیٰ لطفی المنفلوطی کی طرف ہے، موصوف کی کتاب "النظرات" کے ایک مضمون "دمعة على الاسلام" کو لندن سے عربی زبان میں شائع ہونے والے ماہنامہ "البیان" نے نومبر 1998ء کے اپنے شمارہ میں شائع کیا ہے، اسی کے ساتھ قبورو

مزارات کی تقدیس و عبادت کے مرض پر اس شمارے میں کل ۵ مضامین ہیں اور آئندہ شمارے میں بھی اس موضوع پر مضامین شائع کرنے کا وعدہ ہے، اس کی ضرورت کیوں پیش آئی...... اسے واضح کرتے ہوئے مجلّہ کے ادارتی عملہ نے جو نوٹ دیا ہے وہ توجہ طلب ہے، اس نوٹ کا عنوان ہے : "حمى الخرافة" یعنی : "بے ہودگی کا بخار"۔

ادارتی نوٹ کے آغاز میں لکھا ہے کہ : "یہ دور علم و معرفت اور سائنس و ٹیکنالوجی کی غیر معمولی ترقی کا ہے، ہر وقت ایجاد و تحقیق کی دنیا میں کوئی نہ کوئی دھماکہ ہوتا ہے۔ صنعتی ممالک نئی نئی ایجاد سے دنیا کو حیرت میں ڈال رہے ہیں۔ مگر دوسری طرف اسی ترقی یافتہ دور میں بے ہودگی اور دجل و فریب کا بازار بھی گرم ہے، الحاد و گمراہی شباب پر ہے۔ شرکیہ مذاہب اور بت پرستی کا مختلف ایشیائی ملکوں میں جن میں ہندوستان بھی داخل ہے، پورا عروج ہے، یہ بت پرستی افریقہ اور لاطینی و وسطی امریکہ کے مختلف ملکوں میں بھی قدم جمائے ہوئے ہے، امریکہ اور یورپ میں کھلم کھلا شیطان کی عبادت کی جاتی ہے، مادی تہذیب کے پرستار بھی اس طرح کی بیہودہ باتوں کا شکار ہیں، کلیسا خود شرک و خرافات کی اماجگاہ بنا ہوا ہے۔

افسوس کا مقام ہے کہ دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے شرکیہ اور بت پرستانہ عقائد نے مسلمانوں میں بھی ایسے ٹولہ کو جنم دیدیا ہے جو شرک و بدعت میں مبتلا اور جہل و نادانی پر مصر ہے، اس کے افراد قبروں اور مزاروں کی تقدیس کرتے ہیں، مُردوں سے تعلق رکھتے ہیں، ساحروں اور عاملوں کا سہارا لیتے ہیں۔

ایسی خطرناک بیماری امت کے علماء و مبلغین کی ذمہ داری میں اضافہ کرتی ہے، ان کا فرض ہے کہ اس طرح کی بیماری پر پہلی فرصت میں اور سب سے زیادہ توجہ دیں۔ مجلّہ "البیان" کے اس شمارہ اور اس کے بعد شمارہ میں ہم قبروں اور مزاروں کے موضوع پر مستقل مقالات شائع کر رہے ہیں، امید ہے کہ ان مقالات کے مطالعہ کے بعد داعیوں کے لئے قبر پرستی اور شرک و بدعت کی ہلاکت خیزیوں سے امت کو بچانے میں آسانی ہوگی"۔

ا۔ اس سلسلہ کے پہلے مقالہ کا عنوان یوں ہے :(فسطاط الخرافة ......الجذور والواقع) اسکے مقالہ نگار خالد محمد حامد ہیں اور اس میں قبروں اور مزاروں کے دنیا میں پھیلنے اور فروغ پانے کے اسباب کا تذکرہ ہے۔ مقالہ نگار نے آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ سے مسئلہ کی حیثیت کو واضح کیا ہے اور لکھا ہے کہ اسلام میں قبروں یا مزاروں کی تقدیس و عبادت کی کوئی گنجائش نہیں، پھر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے حوالہ سے بتایا ہے کہ (پکی) قبر و مزار کی بیماری امتِ مسلمہ میں تبع تابعین کے عہد کے بعد پیدا ہوئی ہے، اس میں قرامطہ اور فاطمیوں کا کردار نمایاں ہے، پھر دوسرے گمراہ فرقوں نے اسے اپنی مقصد برآری کے لئے فروغ دیا ہے۔

مقالہ نگار نے مصری خاتون ڈاکٹر سعاد ماہر فہمی کی کتاب "مساجد مصر واولیاؤها الصالحون"

کے حوالہ سے لکھا ہے کہ قبہ والی اولین قبروں میں اسماعیل سامانی کی قبر ہے، جسے ۲۹۶ھ میں بخارا میں بنایا گیا، پھر نجف میں حضرت علیؓ کی قبر ہے جسے حمدانیوں نے ۳۱۷ھ میں تعمیر کیا۔ایک معاصر مؤرخ محمود شاکر کہتے ہیں کہ قبروں کی تعظیم اور ان کو زیارت گاہ بنانے کا آغاز اسلام میں قرامطہ، بنو بویہ، فاطمیوں، سامانیوں اور حمدانیوں کے ہاتھوں ہوا، اور ان سب کا تعلق رافضہ (شیعہ) سے ہے (التاریخ الاسلامی :۶/ ۱۴۹)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس بدعت کا آغاز روافض کے ہاتھوں ہوا، اور انہوں نے مساجد کو ویران بنانے کے لئے قبروں اور مزاروں کو آباد کرنے کی سازش شروع کی، افسوس ہے کہ سنی عوام میں انہیں ایسے لوگ مل گئے جو قبروں اور مزاروں کی آبادی و تقدیس کو دین سمجھنے لگے!

مقالہ نگار نے ایک اور بات کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو ذہن میں رکھنے سے امت میں فضول و بے ہودہ امور کے رواج کا اصل سبب سامنے آتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ : دجل و خرافات کی دعوت دینے والے شعبدہ باز اپنے معتقدین سے اپنی باتوں کو دین سمجھ کر ماننے کا مطالبہ کرتے ہیں اور مخالفت کی صورت میں من گھڑت وعیدیں سناتے ہیں اور دوسری طرف اہلِ جاہ و اقتدار اپنے معاملات میں مذکورہ شعبدہ بازوں سے مشورہ لیتے ہیں، اس سے عوام کے اندر یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ اوہام و خرافات کے داعیوں کا شریعت میں وزن ہے اور ان سے رجوع کرنا ضروری ہے اور یہ تاثر بھی قوی ہوتا ہے کہ جاہ و اقتدار والے لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ شرعی لحاظ سے درست ہے ورنہ ہمارے پیرانِ طریقت ان سے ربط و ضبط نہ رکھتے!

مقالہ نگار نے قبر پرستی کی بدعت کے پھیلاؤ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ عالمِ اسلام میں ان قبروں کی تعداد ہزاروں میں ہے اور خود مصر میں اتنی قبریں اور زیارت گاہیں موجود ہیں کہ سال کے ہر دن مصر کی کسی نہ کسی نئی جگہ عرس اور میلہ منعقد ہوتا ہے!

مزید لکھا ہے کہ عوام میں بہت سی قبریں اور مزارات متعدد اہم شخصیات کی طرف منسوب ہیں مثلاً صحابہ کرامؓ، اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین، اولیاء اور صلحاء رحمہم اللہ وغیرہ، لیکن تاریخ اس طرح کے مزعومات کی تصدیق نہیں کرتی، بلکہ اکثر قبروں اور مزاروں کے سلسلہ میں مخالف قول منقول ہے اور بعض قبریں تو ایسی جگہ بنائی گئی ہیں جہاں قبر میں مدفون لوگوں کا وہاں جانا ہی ثابت نہیں!

۲۔ دوسرا مقالہ ڈاکٹر عبدالعزیز بن محمد آل عبداللطیف کا ہے، اس کا عنوان ہے :"انحرافات القبوریین.. الداء والدواء"۔ اس میں مقالہ نگار نے قبر پرستی کے علاج کے سلسلہ میں مختلف طریقوں کا ذکر کیا ہے، پہلے بتایا ہے کہ دعاۃ و مبلغین کو اس مرض کے علاج کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔اس اسلوب کا خلاصہ یہ ہے کہ قبر پرست معاشرہ میں توحید کی اہمیت واضح کرنا چاہیے، کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کی پابندی کی اہمیت بتانا

چاہیے، جس کے بغیر ایمان کا وجود ممکن نہیں پھر رسول اللہؐ کے اسوۂ مبارکہ کی پیروی کی دعوت دینا چاہیے۔ اس طرح قرآن کریم کی آیتوں اور ان کے اندر غور وفکر سے کام لینے کی جو دعوت موجود ہے اس کی طرف متوجہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ شرک ونافرمانی ایسے امراض ہیں جنکے اندر ملوث ہونا عقل وفہم والوں سے مستبعد (ناممکن) ہے۔

اس مقام پر قبر پرستوں کا یہ مغالطہ نقل کیا ہے کہ قبر و مزار پر جانے سے بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں، اور مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اس مغالطہ کا جواب شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم سے نقل کیا ہے کہ اس طرح کے دعوے جھوٹے ہیں، جس قدر دعائیں اہلِ ایمان واخلاص کی قبول ہوتی ہیں اتنی ان بدعتیوں کی ہرگز قبول نہیں ہوتیں، لیکن شیطان کے فریب کی وجہ سے یہ لوگ سمجھ نہیں پاتے، دوسری بات یہ ہے کہ شیطان کے بہکاوے میں آکر یہ لوگ اس طرح کی باتیں پھیلاتے ہیں کہ قبروں کی زیارت سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں!

قبر پرستی کی تردید کا دوسرا طریقہ مقالہ نگار نے یہ بتایا ہے کہ قرآنی آیات سے اصولی طور پر اس بدعت کی تردید کی جائے اور صحیح طرزِ استدلال نیز مسلکِ سلف کو واضح کیا جائے پھر ان دلائل کا علمی طور پر جواب دیا جائے جن کا قبر پرست سہارا لیتے ہیں، اس سلسلہ میں اس بات کا یقین ضروری ہے کہ اہل بدعت کے پاس قبر پرستی کی تائید کے لئے کوئی دلیل نہیں بلکہ وہ صرف مغالطوں سے کام لیتے ہیں اور عمومی احکام یا ضعیف و موضوع روایات کا سہارا لیتے ہیں، لہذا ان کے جواب میں ان کے مغالطوں کے مختلف پہلوؤں اور ان کی تلبیسات کو واضح کرنا چاہیے۔

چونکہ قبر پرستی کی تردید میں کتابوں کا عمدہ ذخیرہ موجود ہے، اس لئے مقالہ نگار نے اہم کتابوں کی جانب اشارہ پر اکتفاء کیا ہے۔ درج ذیل مصنفین کو اس باب میں پڑھنا مفید ہے: شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ ابن القیم، ابن عبدالهادی اہلائی، امام محمد بن عبدالوہاب، امام صنعانی، محمد بن معمر، امام شوکانی، محمد بشیر سہسوانی، احمد بن حجر آل بوطامی، محمد بن ناصر الدین الالبانی، جیلانی بن حضر العروسی رحمہم اللہ وغیرہ۔

۳۔ ایک مقالہ عبدالعزیز مصطفیٰ کا ہے، اس کا عنوان یوں ہے: (سيف السياسة بين نصرة الحق و مظاهرة الباطل) اس میں مقالہ نگار نے معاصی و منکرات کا قلع قمع کرنے میں طاقت واقتدار کی اہمیت کا ذکر کیا ہے، قرآن وسنت سے اس کی دلیل ذکر کی ہے، پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ کی دعوتی کوششوں کا ذکر کیا ہے اور طاقت کے استعمال سے منکرات کو ختم کرنے میں ان بزرگوں کا جو کردار ہے اسے نمایاں کیا ہے۔

دعوتِ حق کو حکومت واقتدار سے فائدہ پہنچنے والی بات کوئی ایسا کلیہ نہیں جس میں استثناء نہ ہو، چنانچہ

مقالہ نگار نے فاطمیوں، قرامطہ ،اسماعیلیہ ، حشاشین، بنو بویہ اور دیگر باطنی فرقوں کی جانب اشارہ کیا ہے، جنہوں نے اپنے اقتدار کے سہارے قبر پرستی اور شرک وبدعت کے دوسرے کاموں کو غیر معمولی فروغ دیا۔ اس کے بعد عثمانی حکومت کے زیر سایہ تصوف اور بدعات وخرافات کو جو قوت حاصل ہوئی اس کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ بڑی مصیبت یہ تھی کہ خود عثمانی خلفاء مشائخ طریقت اور خاص طور پر نقشبندی طریقہ کے مشائخ سے بیعت ہوتے تھے اور یہی صورتحال عثمانی خلافت کے بعد آج تک برقرار ہے۔ مصر کے حالات پر گفتگو کرتے ہوئے مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ نظامِ حکومت شاہانہ ہو یا آمرانہ یا جمہوری...... ہر ایک میں حکام کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ عوامی تائید سے بھرپور ہوں اور اس کے لئے انہوں نے اکثر تصوف کا سہارا لیا ہے شاہی دور میں مصر میں اہلِ بیت سے رشتہ جوڑنے کی کوشش تھی لیکن کامیابی حاصل نہ ہو سکی، پھر انقلاب کے بعد نام نہاد جمہوری عہد شروع ہوا جس میں ہر طرح کی دینی تنظیموں اور پارٹیوں پر پابندی تھی لیکن قابل ذکر ہے کہ تصوف کے جملہ طرق وسلاسل کو ہر طرح کی آزادی حاصل تھی بلکہ ان طریقوں کے ذریعہ مصر اور پوری عرب دنیا میں اشتراکی نظریات کو پھیلانے کی کوشش کی جارہی تھی اور اسی لئے تصوف کے قائدین اور طرق وسلاسل کے دعاۃ و منتسبین کے لئے ماحول پوری طرح سازگار تھا، وہ ایک پرچہ بھی نکالتے تھے جس میں حکومت کے اشتراکی وانقلابی اقدامات کی تائید کی جاتی تھی!

۴۔ ایک مقالہ خالد ابو الفتوح کا ہے، اس کا عنوان ہے :(قبس من الظلمات...... ماوراء الطقوس) اس میں مقالہ نگار نے قبور ومزارات کی تقدیس کے محرکات کا جائزہ لیا ہے، لکھتے ہیں کہ انسان عقل وخرد کا حامل ہے لہذا آسانی سے یہ تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کسی پتھر، درخت، قبر یا کسی اور مخلوق کے لئے سجدے پر راضی ہو جائے گا مگر آج یہی منظر ہمارے سامنے ہے، اس لئے غور وفکر کرنے والے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ خود ساختہ دلائل اور تلبیسی بیانات کے ذریعہ عوام کو اس طرح کی غیر فطری حرکتوں پر آمادہ کیا جاتا ہے اور حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے کہ قرآن وسنت کے واضح دلائل ان کے سامنے نہ آئیں تاکہ ان کے باطل کی تاریکیوں سے نکلنے کا سوال ہی نہ پیدا ہو!

مقالہ نگار نے حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام کی دعوتِ توحید اس کے اثرات پھر اس دعوت سے لوگوں کے اعراض کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد ابن القیم اور دیگر علماء کے حوالہ سے قبر پرستوں کی حقیقت اور ان کی فریب خوردگی کا ذکر کیا ہے، اور ان کے باطل اقوال واعمال کو حوالوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ قبر پرستی جب معاشرہ پر غالب آجاتی ہے تو وہاں کا ادبی وفکری ورثہ بھی اس سے متاثر ہو جاتا ہے بلکہ اکثر اوقات اسی کی تائید وترجمانی کرتا ہے...... مقالہ نگار نے ادبی اُقوال واُمثال کے حوالہ سے بہت سے شرکیہ اُقوال واعتقاد کی مثالیں دی ہیں۔

مقالہ نگار نے قبر پرستی کے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے مابین یکساں فروغ کا ذکر کرتے ہوئے

مشرکین مکہ کی اس دلیل کا ذکر کیا ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو اللہ کے تقرب کے لئے پوجتے ہیں، آج کے قبر پرست بھی اسی طرح کی دلیل پیش کرتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مقالہ نگار نے اس مقام پر علامہ شیخ محمد رشید رضا کے مجلہ "المنار" (ج ۳م ۳۳ص ۲۲۰) کے حوالہ سے ان کا قول نقل کیا ہے کہ: "ہندوستان کے شہر بنارس میں آدم علیہ السلام، ان کی بیوی، ان کی ماں اور ان کے قاضیوں کی قبریں بتائی جاتی ہیں (آدم کی ماں سے وہ طبیعت و نیچر مراد لیتے ہیں) یہ قبریں سنہرے قبوں کے نیچے ہیں اور ان کی پوجا کی جاتی ہے، ان پر نذریں چڑھائی جاتی ہیں، لہذا تاریخ اور اقوام و ملل کے عقائد و عبادات سے ناواقف انسان کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہندوستان بت پرستوں کے علماء ان مذکورہ قبروں یا چیزوں کو بذاتِ خود نفع و نقصان کا مالک سمجھتے ہیں اور نہ یہ کہ یہ بت پرست بغیر فلسفہ ان کی عبادت کرتے ہیں"۔

مضمون کی آخری دو سطروں میں حاصلِ بحث کے طور پر مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ: قبروں کیلئے نذر و نیاز اور مُردوں کے بارے میں حاجت روائی کا عقیدہ شیطان کی گمراہی کے سوا اور کہاں سے آسکتا ہے؟ یہ لوگ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور توہم پرستی و فریب خوردگی کے نتیجہ میں یہ سوچتے ہیں کہ تاریکیوں سے ان کی زندگی میں روشنی پیدا ہوگی!!!

۵۔ ان سطور کے آغاز میں مشہور مصری ادیب مصطفیٰ لطفی المنفلوطی کے مضمون کا ذکر آچکا ہے، یہ مضمون پچاس ساٹھ سال پہلے کا ہے اور ہندوستانی حلقوں میں بھی متعارف ہے...... اس پر کسی طویل تبصرے کی ضرورت نہیں البتہ ہندوستان سے بھیجا ہوا جو خط اس مضمون کا محرک ہے، اس کی بعض عبارتوں پر اور منفلوطی کی بعض تعبیرات و تاثرات پر مختصر اظہارِ خیال مقصود ہے۔

منفلوطی کہتے ہیں کہ ہندوستان کے ایک عالم نے میرے پاس خط لکھ کر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زندگی اور مناقبت و کرامات سے متعلق تامل زبان کی ایک کتاب کا ذکر کیا ہے، جس میں شیخ عبدالقادرؒ کو ایسے القاب و اوصاف سے یاد کیا ہے جو الوہیت و نبوت کے مناسب ہیں اور کسی ولی کے لئے ان کا استعمال کسی طرح جائز نہیں۔

چنانچہ کتاب میں شیخ عبدالقادر کو "سيد السماوات والأرض، النفاع الضرار، المتصرف في الأكوان، المطلع على أسرار الخليقة، محي الموتىٰ، مبرئ الأعمى والأبرص والأكمه، أمره من أمرالله، ماحي الذنوب، دافع البلاء، الرافع، الواضع، صاحب الشريعة اور صاحب الوجود التام" جیسے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔

ان القاب کے بعد قبر کی زیارت کرنے والے کو جس طرح کی ہدایت دی ہے وہ قابلِ غور ہے، لکھا ہے کہ

زائر اچھی طرح وضو کرے، خشوع و خضوع سے دو رکعت نماز پڑھے پھر کعبہ مشرفہ (؟) کی طرف متوجہ ہو کر صاحبِ قبر پر سلام کرے اس کے بعد یوں کہے : "اے ثقلین کے مالک! میری فریادرسی کر، ضرورت پوری کر کے اور تکلیف دور کر کے میری مدد فرما، اے عبدالقادر! میری فریادرسی کر، میری فریادرسی کر۔ اے حضرت غوث صمدانی اور سیدی عبدالقادر! تمہارا بندہ، تمہارا مرید مظلوم و عاجز دین و دنیا اور آخرت کے تمام معاملات میں تمہارا محتاج ہے!!"

یہ خط پڑھ کر منفلوطی لکھتے ہیں کہ مجھے چکر آ گیا...... میری نگاہوں میں دنیا تاریک ہو گئی...... افسوس و غم کی وجہ سے میں اپنے گرد و پیش کی کوئی چیز دیکھ نہیں پا رہا تھا!

کون سی آنکھ ہو گی جو ایسا منظر دیکھ کر اپنے آنسوؤں کا آخری قطرہ نہ بہا دے، جس میں مسلمان ایسی قبر پر سجدہ ریز نظر آ رہے ہوں جس میں دفن ہونے والے شخص سے بہتر لوگ ممکن ہے ان کے اندر موجود ہوں!

آگے لکھتے ہیں کہ : "مسلمان اپنی عزت اور زندگی کی سعادت و کامیابی اسی وقت حاصل کر سکتے ہیں جب توحید کے خالص عقیدے کی طرف واپس آ جائیں۔ اگر مسلمان شیخ عبدالقادر کی قبر کے سامنے ایسے کھڑے ہوں جس طرح اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا حکم ہے تو پھر سورج مغرب سے تو نکل سکتا ہے...... لیکن اسلام کی سابقہ عزت حاصل نہیں ہو سکتی!

منفلوطی بڑے درد کے ساتھ پوچھتے ہیں کہ اس عظیم حادثہ میں مدد کے لئے میں کسے پکاروں ؟ مصری علماء کو...... جو امام شافعیؒ کی قبر کی دھول سے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ یا آستانہ کے علماء کو...... جو جمال الدین افغانی کے قاتل ہیں، یا عجمی علماء کو...... جو امام کی قبر کا بیت اللہ کی طرح حج کرتے ہیں یا ہندی علماء کو...... جن میں مذکورہ نوعیت کی کتاب لکھنے والے لوگ موجود ہیں ؟

امت کے سربراہان و قائدین کو خطاب کر کے منفلوطی نے متعدد باتوں کے علم کی بابت سوال کیا ہے، جن میں ایک بات یہ بھی ہے کہ : تم جانتے ہو کہ نبی ﷺ نے تصویر اور مجسمہ نصب کرنے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ کو ڈر تھا کہ امت دورِ جاہلیت کی طرف نہ لوٹ جائے...... اب آج اگر قبروں اور مزاروں کو پوجا جا رہا ہے تو ان میں اور مجسموں میں کیا فرق ہے ؟

پھر اتمام حجت کے طور پر کہتے ہیں کہ تم لوگوں کو سب کچھ معلوم ہے لیکن تم نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی اس لئے اللہ تعالیٰ نے تم کو سزا دی، اپنی نعمت سلب کر لی، دشمنوں کو تم پر مسلط کر دیا جو تمہارے وطن پر قابض ہیں، تم کو غلام بنائے ہوئے ہیں اور تمہارے ملکوں کو ویران کر رہے ہیں...... اللہ کا عذاب سخت ہوتا ہے"۔